فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۲۸)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: ٹخنوں سے نیچے شلوار لٹکانا کیسا ہے؟

جواب: مرد کے لیے ٹخنوں سے نیچے تہہ بند، شلوار، پائجامہ، قمیص وغیرہ لٹکانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا تکبر اور اسراف ہے۔ یہ عمل شنیع متکبرین اور عورتوں سے مشابہت وغیرہ کا موجب ہے، جبکہ اس سے اجتناب واجب ہے۔

❀ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴾(بني إسرائيل : ۳۷)

''زمین پر اکڑ کر مت چلو، نہ تو تم زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ ہی لمبائی میں پہاڑوں کو پہنچ سکتے ہو۔''

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴾(لقمان : ۱۸)

''اللہ تعالیٰ متکبر اور شیخی خورے کو پسند نہیں فرماتے۔''

ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانے والے کے بارے میں شدید وعید آئی ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهٗ، خُسِفَ بِهٖ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

''(تم سے پہلے لوگوں میں) ایک آدمی تھا، جو تکبر اور غرور کی وجہ سے اپنا تہ بند گھسیٹ کر چلتا تھا (جان بوجھ کر اس نے کپڑا لٹکایا ہوا تھا)، وہ اس وجہ سے زمین میں دھنسا دیا گیا، تا قیامت زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔''

(صحیح البخاري : ٥٧٩٠، صحیح مسلم : ٤٩/٢٠٨٨)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فِي النَّارِ .

''ٹخنوں کے نیچے جسم کا وہ حصہ جہاں تہ بند پہنچے، وہ آگ میں جلے گا۔''

(صحیح البخاري : ٥٧٨٧)

❀ سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيمٌ قَالَ :فَقَرَاَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مِرَارًا، قَالَ اَبُو ذَرٍّ : خَابُوا وَخَسِرُوا، مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ : الْمُسْبِلُ، وَالْمَنَّانُ، وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ .

''روز قیامت اللہ تین لوگوں سے کلام نہیں کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا، نہ اُن کا تزکیہ فرمائے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہو گا، سیدنا ابو ذر نے

عرض کیا: وہ تو ناکام و نامراد ہوگئے، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ازار (ٹخنے سے نیچے) لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسم سے سودا بیچنے والا۔''

(صحیح مسلم : 106)

❀ جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ لوگ اس کے ہر حکم کی تعمیل کرتے ہیں، وہ جو کہتا ہے، اس پر عمل کرتے ہیں، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ اللہ کے رسول ہیں، راوی کہتے ہیں کہ میں نے دو مرتبہ کہا: علیک السلام یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: علیک السلام نہ کہو، علیک السلام تو میت کے لیے دعا و سلام ہے، کہو: السلام علیک، عرض کیا: کیا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ آپ تکلیف دور کرنے کی دعا اس سے کریں تو وہ قبول کرے گا، اگر قحط سالی میں مبتلا ہوں تو اس سے دعا کریں، وہ شادابی عطا فرمائے گا، آپ کسی ریگستان یا صحرا میں ہوں، آپ کی سواری گم ہو جائے، دعا کریں وہ آپ کی سواری لوٹا دے گا۔ عرض کیا: کوئی وصیت فرمائیں، فرمایا: کسی کو گالی مت دو، میں نے اس کے بعد کسی آزاد کو گالی نہیں دی اور نہ کسی غلام کو، نہ کسی اونٹ کو اور نہ کسی بکری کو، آپ ﷺ نے فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ جاننا، اگر اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے آپ ملتے ہیں تو یہ بھی نیکی ہے، ازار (شلوار وغیرہ) نصف پنڈلی تک رکھیں! اگر نہیں تو ٹخنوں تک، ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بہر حال بچیں۔ کیوں کہ یہ تکبر ہے، اللہ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ کوئی آپ کو گالی دے اور آپ کو کسی ایسے عیب سے مطعون کرے

جو آپ میں موجود ہو تو آپ جواباً اسے گالی نہ دیں، اور نہ ہی اس میں موجود عیب پر مطعون کریں۔''

(سنن أبي داود : 4084؛ المُعجَم الكبير للطَّبَراني : 6386؛وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (2722) نے ''حسن صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (186/4) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (فتح الباری:5/11) نے اس کی سند کو''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا اس شخص کے لیے شلوار ٹخنے سے نیچے رکھنا جائز ہے، جو ایسا تکبر کی وجہ سے نہیں کرتا؟

جواب: جانتے بوجھتے شلوار ٹخنوں سے نیچے کرنا ہی تکبر ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ وہ احادیث جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر نہیں ہے، ان کے عموم کو ان احادیث کے ساتھ خاص کر دیا جائے ،جن میں خیلاء (تکبر) کا ذکر ہے،یعنی وعید اس شخص کے لیے ہوگی، جو تکبر کی وجہ سے کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا تا ہے۔''

(التّمهيد لابن عبد البر : ٢٤٤/٣، شرح مسلم للنووي : ٧١/١، ١٩٤/٢ـ١٩٥)

❀ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ اس شبہ کا ازالہ کرتے ہیں:

''کسی آدمی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنا کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکائے اور کہے کہ میرا اس میں تکبر کا ارادہ نہیں ہے۔ یہ کہنا اس لیے جائز نہیں ہے کہ اس پر (کپڑا لٹکانے کی) نہی لفظی اعتبار سے شامل ہے اور یہ نہی کی علت ،یعنی تکبر کو بھی شامل ہے۔ جب ایک لفظ حکم پر بھی شامل ہو تو آدمی کے لیے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں اس کا ارتکاب نہیں کرتا ، کیونکہ یہ (تکبر والی) علت مجھ میں

نہیں پائی جاتی۔ یہ شریعت کی مخالفت ہے اور ایسا دعویٰ ہے، جسے تسلیم نہیں کیا جا سکتا، بلکہ وہ اپنے تکبر ہی کی وجہ سے اپنے کپڑے اور تہ بند کو لمبا رکھتا ہے، لہٰذا اس کا جھوٹ قطعی طور پر ثابت ہو چکا ہے۔''

(عارضة الأحوذي : ٢٣٨/٧)

۞ حافظ ابنِ حجر رحمہ اللہ اس عبارت کا ماحصل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

اَلْإِسْبَالُ يَسْتَلْزِمُ جَرَّ الثَّوْبِ وَجَرُّ الثَّوْبِ يَسْتَلْزِمُ الْخُيَلَاءَ، وَلَوْ لَمْ يَقْصِدِ اللَّابِسُ الْخُيَلَاءَ .

''کپڑا لٹکانے سے گھسیٹنا لازم آتا ہے اور گھسیٹنے سے تکبر لازم آتا ہے، اگرچہ پہننے والا تکبر کا ارادہ نہ بھی رکھتا ہو۔''

(فتح الباري : ٢٦٤/١٠)

اس معنی کی تائید کئی احادیث سے ہوتی ہے۔

۞ سیدنا جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِرْفَعْ إِزَارَكَ إِلٰی نِصْفِ السَّاقِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَإِلَی الْكَعْبَيْنِ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الْإِزَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ الْمَخِيلَةِ، وَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيلَةَ .

''اپنا تہ بند نصف پنڈلی تک اٹھا کر رکھیے، اگر اتنا نہیں کر سکتے، تو (کم از کم) دونوں ٹخنوں تک اٹھا کر رکھیے، تہ بند ٹخنوں سے نیچے لٹکانے سے بچئے، یہ تکبر ہے، اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔''

(سنن أبي داوٗد : ٤٠٨٤، المعجم الكبير للطبراني : ٦٣٨٦، السنن الكبریٰ للبيهقي : ٢٣٦/١٠، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۷۲۲) نے ''حسن صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ (۱۸۶/۴) نے ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ جان بوجھ کر کپڑا ٹخنے سے نیچے لٹکانا ہی تکبر اور عُجب وافتخار کی علامت ہے، خواہ تکبر کا قصد نہ بھی ہو۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''میرا گزر نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ہوا۔ میری حالت یہ تھی کہ (غیر ارادی طور پر) میری شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹک رہی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عبداللہ! اپنی شلوار اوپر کر، میں نے اوپر کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور زیادہ کر، میں نے اور زیادہ کر لی۔ اس کے بعد میں ہمیشہ خیال رکھتا تھا (کہ کہیں شلوار ٹخنے سے نیچے نہ چلی جائے)۔ لوگوں نے پوچھا، شلوار کہاں تک ہونی چاہیے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نصف پنڈلی تک۔''

(صحيح مسلم : ۲۰۸٦)

❀ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا:

مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ : أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ! فَقَالَ : إِنْ كُنْتَ عَبْدَ اللّٰهِ، فَارْفَعْ إِزَارَكَ .

''یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں عبداللہ ہوں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آپ عبداللہ (اللہ کا بندہ) ہیں، تو اپنا تہبند ٹخنوں سے اوپر کر لیجیے۔''

(مسند الإمام أحمد : ۱٤٧/۲، مسند أبي يعلىٰ : ٥٦٤٤، شُعب الإيمان للبيهقي : ٦١١٩، وسندهٗ صحيحٌ)

غور فرمائیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے ان کی نیت کے بارے میں سوال نہیں کیا کہ کیا آپ نے کپڑا تکبر کی وجہ سے لٹکایا ہے یا ویسے ہی؟ بلکہ جوں ہی دیکھا، کپڑے کو اوپر اٹھانے کا حکم صادر فرما دیا، لہٰذا یہ کہنا کی تکبر کی نیت ہو تو ناجائز ہے، ورنہ نہیں۔ کیا سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں حسن ظن یہ ہے کہ انہوں نے تکبر کی بنا پر لٹکایا تھا، اس لیے نبیٔ اکرم ﷺ نے منع فرمایا؟

اصل بات یہ ہے کہ تکبر کی قید اس لیے لگائی گئی کہ بسا اوقات نہ سمجھی میں یا خود بخود تہبند نیچے ہو جاتا ہے، اس پر یہ وعید نہیں، لیکن جو جانتے بوجھتے اس طرح کرے گا، وہ ضرور متکبر ہوگا اور وعید کا شکار ہوگا۔

سوال: کیا شلوار ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی؟

جواب: کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر نماز پڑھنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکائے نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: جایئے اور وضو کیجئے۔ وہ گیا اور وضو کیا، پھر (ٹخنوں سے نیچے شلوار لٹکاتا ہوا) آیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: جایئے اور وضو کیجئے۔ وہ دوبارہ گیا، وضو کیا، پھر آیا، تو ایک آدمی نے کہا: اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ آپ نے ایک باوضو انسان کو وضو کرنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شلوار لٹکائے ہوئے نماز پڑھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ شلوار لٹکانے والے شخص کی نماز قبول نہیں کرتا۔''

(مسند الإمام أحمد : ٦٨/٤، سنن أبي داوٗد : ٦٣٨، ٤٠٨٦، السّنن الکبرٰی للنّسائي : ٩٧٠٣، السّنن الکبرٰی للبیهقي : ٢٤١/٢، وسندهٗ حسنٌ)

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ٹخنوں سے نیچے شلوار وغیرہ لٹکانے والے کی نماز قبول نہیں فرماتے۔اس پر یہ لازم ہے کہ وہ وضواور نماز لوٹائے۔

صاحب المنہل العذب المورود (۵/ ۱۲۳) فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ''ضعیف'' ہے، بالفرض ثابت ہو بھی جائے تو یہ منسوخ ہے، کیونکہ اس کے خلاف اجماع واقع ہو گیا ہے۔

لیکن ان کا اس حدیث کو ''ضعیف'' کہنا صحیح نہیں ہے، ہم نے اس کی سند کا ''حسن'' ہونا بطریقِ احسن واضح کر دیا ہے، نیز اس کی منسوخیت کا دعویٰ بے دلیل ہے۔ہم اس اجماع سے واقف نہیں ہو سکے، جو اس کے خلاف ہوا ہے، بلکہ اس موہوم اجماع کے خلاف ثابت ہے۔

❀ مجاہد بن جبر تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''کہا جاتا تھا کہ جس کا تہبند ٹخنے کو چھو جائے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، (حصین بن عبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ) کہتے ہیں کہ ذر (بن عبداللہ ہمدانی رحمہ اللہ) نے کہا: جس کا تہبند زمین کو چھوئے، اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔''

(مصنف ابن أبي شيبة : ۳۸۸/۸، وسندہٗ صحیحٌ)

لہٰذا اجماع کا یہ دعویٰ باطل ہوا۔

❀ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''اس حدیث کی توجیہ یہ ہے کہ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا معصیت ہے، جو بھی کسی معصیت میں مبتلا ہو گا، اسے وضو اور نماز کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ وضو معصیت (نافرمانی) کی آگ کو بجھاتا ہے۔''

(التّهذيب علٰى سنن أبي داوٗد : ۵۰/٦)

❀ علامہ طیبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''باوضوانسان کو وضو کا حکم دینے میں شاید یہ حکمت پنہاں ہو کہ (دوبارہ وضو کرنے کے بارے میں) حکم میں وہ غور وفکر کرے، جس بُری حرکت کا وہ مرتکب ہو رہا ہے، اس پر خبردار ہو جائے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ظاہری طہارت کے حکم (کی تعمیل) کی برکت سے اس کے باطن کو تکبر اور افتخار و عُجب سے پاک کر دے گا، کیونکہ ظاہری طہارت باطنی طہارت پر اثر انداز ہوتی ہے۔''

(شرح الطيبي: ٢٦٨/٢)

۞ علامہ ابن العربی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''نماز تواضع کی حالت ہوتی ہے، جبکہ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکانا متکبر آدمی کا کام ہے، یہ دونوں کام باہم متعارض ہیں۔ اس شخص کو وضو لوٹانے کا حکم اسے ادب سکھانے اور تاکید کرنے کا سبب ہے، کیونکہ نمازی اپنے رب سے مناجات (سرگوشیاں) کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کپڑا گھسیٹنے والے شخص کی طرف نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے اور نہ ہی اس سے کلام کریں گے، اسی لیے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔''

(عارضة الأحوذي: ٢٣٨/٧)

اس بات کی تاکید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے:

۞ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنْظُرُ إِلٰى مُسْبِلِ الْإِزَارِ.

''یقیناً اللہ تعالیٰ کپڑا لٹکانے والے کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھتا۔''

(مسند الإمام أحمد: ٣٢٢/١، سنن النسائي: ٥٣٣٥، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز یہ روایت بھی مؤید ہے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ أَسْبَلَ إِزَارَهٗ فِي صَلَاتِهٖ خُيَلَاءَ، فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي حِلٍّ وَّلَا حَرَامٍ.

''جس نے تکبر کی وجہ سے نماز میں کپڑا لٹکایا، اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی سروکار نہیں (یا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کو حلال کریں گے نہ دوزخ کو حرام)۔''

(سنن أبي داوٗد : ٦٣٧، السنن الكبرٰى للنسائي : ٩٦٨٠، وسندهٗ حسنٌ)

اگر کوئی کہے کہ اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ اگر تکبر کا ارادہ نہ ہو تو نماز پڑھ سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مفہومِ مخالف تب ہوگا، جب کوئی قرینہ موجود نہ ہو۔ یہاں تو نص موجود ہے کہ ٹخنے سے نیچے کپڑا لٹکانا ہی تکبر ہے، لہٰذا جو بھی جان بوجھ کر کپڑا لٹکائے گا، وہ اس زمرہ میں آئے گا، خواہ تکبر کا ارادہ نہ بھی ہو۔

سوال: استبرائے رحم سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایسی شوہر دیدہ عورت جو آگے نکاح کرنا چاہتی ہے، اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سابق شوہر سے علیحدگی کے بعد یہ واضح ہونے تک انتظار کرے کہ اس کے رحم میں سابق شوہر کا حمل ہے یا نہیں؟ اگر حمل ہے، تو وہ وضع حمل تک نکاح نہیں کر سکتی، تاکہ نسب کی حفاظت رہے۔

سوال: اگر کوئی شوہر اپنی بیوی کو کہے کہ ''تم استبرائے رحم کرلو۔'' کیا اس سے طلاق ہو جائے گی؟

جواب: یہ طلاق کے صریح الفاظ نہیں، اگر ان الفاظ سے شوہر کی مراد طلاق تھی، تو

ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی، ورنہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

سوال: اگر کوئی شخص طلاق کے متصل بعد ''ان شاءاللہ'' کہہ دے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق کے متصل بعد یا پہلے ''ان شاءاللہ'' کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

سوال: کیا خرید وفروخت میں استثناء جائز ہے؟

جواب: جس چیز کی خرید وفروخت جائز ہے، اس میں استثنا بھی جائز ہے، مثلاً کوئی درختوں کو فروخت کرے اور پھلوں کو مستثنیٰ کر دے، وغیرہ وغیرہ۔

سوال: کیا استنجاء کے لیے ڈھیلے استعمال کرنا جائز ہے؟

جواب: استنجاء پانی اور ڈھیلے دونوں سے جائز ہے۔ پانی کی موجودگی میں بھی ڈھیلے استعمال کیے جا سکتے ہیں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْتَثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ .

''جب کوئی وضو کرے، تو ناک میں پانی ڈال کر اسے جھاڑے اور استنجا کرنے والا طاق ڈھیلے استعمال کرے۔''

(صحيح البخاري : 162 ، صحيح مسلم : 237)

❁ عبدالرحمٰن بن یزید رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا: تمہارے نبی (ﷺ) نے تمہیں ہر چیز سکھائی ہے، حتی کہ بول و براز کا طریقہ بھی سکھایا ہے۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! نبی کریم ﷺ نے ہمیں بول و براز کے وقت قبلہ کی جانب منہ کرنے، دائیں

ہاتھ سے استنجا کرنے اور تین سے کم ڈھیلے استعمال کرنے، نیز گوبر اور ہڈی سے استنجا کرنے سے بھی روکا ہے۔''

(صحیح مسلم: 262)

سوال: استحاضہ کیا ہے؟

جواب: استحاضہ ایک بیماری ہے۔

❀ علامہ، عبید اللہ بن محمد بن عبد السلام، مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هِيَ جَرْيَانُ الدَّمِ مِنْ فَرْجِهَا فِي غَيْرِ أَوَانِهٖ مِنْ عِرْقٍ فِي أَدْنَى الرَّحِمِ دَونَ قَعْرِهٖ، يُقَالُ لِذٰلِكَ الْعِرْقِ الْعَاذِلُ .

''یہ حیض ونفاس کے علاوہ شرمگاہ سے نکلنے والا خون ہے، یہ خون ایک رگ سے نکلتا ہے، یہ رگ رحم کے اندر نہیں ہوتی بل کہ رحم کے منہ کے پاس ہوتی ہے، اسے عرق عاذل کہتے ہیں۔''

(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: 255/2، طبع جديد)

استحاضہ کا خون سرخ اور پتلا ہوتا ہے، اس میں بُو نہیں ہوتی۔

جس عورت کو یہ خون آتا ہو، اسے ''مستحاضہ'' کہا جاتا ہے۔ وہ پاک عورت کے حکم میں ہوتی ہے۔ مستحاضہ کے چند خاص احکام ومسائل ہیں۔

سوال: کیا استحاضہ والی عورت نماز روزہ کرے گی؟

جواب: مستحاضہ ایامِ حیض میں نماز وروزہ، تلاوتِ قرآن اور جماع سے رکی رہے گی، البتہ حیض ختم ہونے کے بعد غسل ضروری ہے۔ غسل کے بعد باقی دنوں میں اس کا حکم عام عورتوں جیسا ہے۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''سیدہ فاطمہ بنت ِابوحُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! استحاضہ کی مریض ہوں، میں پاک نہیں رہ سکتی۔ کیا نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ رَگ کا خون ہے۔ (استحاضہ میں مبتلا ہونے کی صورت میں) ماہواری کے ایام میں نماز چھوڑ دیجئے، ماہواری ختم ہو تو خون دھوئیں اور نماز ادا کریں۔''

(صحيح البخاري: 228، صحيح مسلم: 333)

❁ صحیح بخاری کی ایک روایت (325) کے الفاظ یہ ہیں:

''سیدہ فاطمہ بنت ِابوحُبَیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں استحاضہ ہوں، پاک نہیں رہ سکتی۔ نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ فرمایا: یہ حیض نہیں، بلکہ ایک رَگ کا خون ہے۔ آپ (استحاضہ سے پہلے) جتنے دن حیض میں گزارتی تھیں، اتنے دن نماز سے رک جائیں، پھر غسل کریں اور نماز پڑھیں۔''

فائدہ:

❁ شرح معانی الآثار (1/162) میں ''حسن'' سند کے ساتھ یہ الفاظ ہیں:

لٰكِنَّهٗ عِرْقٌ فَتَقَهٗ إِبْلِيسُ، فَإِذَا أَدْبَرَتِ الْحَيْضَةُ؛ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي، وَإِذَا أَقْبَلَتْ؛ فَاتْرُكِي لَهَا الصَّلَاةَ.

''یہ ایک رگ ہے، جسے ابلیس پھاڑ دیتا ہے۔ حیض ختم ہو جائے تو غسل کر کے نماز ادا کریں اور جب حیض آ جائے تو نماز سے رک جائیں۔''

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

''سیدہ ام حبیبہ بنت ِجحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے بارے

میں سوال کیا۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے ان کے غسل کا برتن دیکھا۔ وہ خون سے بھرا ہوا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک آپ کو حیض (کی پہلے سے معلوم مدت) روکے رکھے، رُکی رہیں، پھر غسل کریں اور نماز ادا کریں۔''

(صحیح مسلم : 334)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَمَّا الصَّلَاةُ وَالصِّيَامُ وَالِاعْتِكَافُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ وَحَمْلُهُ وَسُجُودُ التِّلَاوَةِ وَسُجُودُ الشُّكْرِ وَوُجُوبُ الْعِبَادَاتِ عَلَيْهَا فَهِيَ فِي كُلِّ ذٰلِكَ كَالطَّاهِرَةِ وَهٰذَا مُجْمَعٌ عَلَيْهِ .

''نماز، روزہ، اعتکاف، تلاوت قرآن، مصحف کو چھونے اور اُٹھانے، سجدہ تلاوت، سجدہ شکر اور واجب عبادات میں مستحاضہ کا حکم پاک عورت کی طرح ہے،اس پر اجماع ہے۔''

(شرح النّووي : 4/17)

(سوال): کیا حالت استحاضہ میں عورت سے جماع جائز ہے؟

(جواب):مستحاضہ سے مجامعت کی جا سکتی ہے۔

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ﴾(البقرة : ٢٢٣)

''بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں۔اپنی کھیتی کو جیسے چاہو،آؤ۔''

آیت کے عموم سے معلوم ہوا کہ استحاضہ میں مجامعت جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ممانعت ثابت نہیں۔

❁ علامہ مرغینانی حنفی رحمہ اللہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

دَمُ الْاِسْتِحَاضَةِ كَالرُّعَافِ الدَّائِمِ، لَا يَمْنَعُ الصَّوْمَ وَلَا الصَّلَاةَ وَلَا الْوَطْئَ .

''استحاضہ کا خون، دائمی نکسیر کی طرح ہے۔ روزے، نماز اور جماع سے رکاوٹ نہیں۔''

(الهداية ص 64، فتاویٰ عالمگیری:1/39)

سوال: مستحاضہ کے وضو کا کیا حکم ہے؟

جواب: مستحاضہ ایک وضو سے صرف ایک نماز پڑھ سکتی ہے۔ اسے ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کرنا ہوگا ہے، مثلاً ظہر کی نماز کے لئے وضو کیا، تو نمازِ ظہر کے فرائض اور سنتیں ہی ادا کر سکتی ہے۔ دیگر نوافل یا قرآن کی تلاوت کرنا چاہتی ہے تو دوبارہ وضو کرنا ہوگا۔ اسی طرح دو نمازیں جمع کرنی پڑیں تو ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کرے گی۔

❁ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ بنتِ ابی حبیش رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

ثُمَّ تَوَضَّئِي لِكُلِّ صَلَاةٍ .

''ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کریں۔''

(صحيح البخاري :1/36، رقم الحديث : 228)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جب استحاضہ سے حیض کا فرق کر لے تو حیض کے ایام کو دیکھے، ان کے آغاز اور اختتام کے مطابق عمل کرے، حیض کے دن گزر جائیں، تو غسل کرے، استحاضہ کے باقی مسائل طہارت والے ہی ہیں۔ البتہ وہ ہر نماز کے لئے الگ سے وضو کرے، ایک وضو کے ساتھ ایک نماز پڑھ سکتی

ہے،اس کے علاوہ کوئی ایسی عبادت نہیں کر سکتی ،جس کے لئے وضو شرط ہو، نبی کریم ﷺ کے فرمان ؛'' آپ ہر نماز کے لئے الگ وضو کریں ۔' سے یہی ظاہر ہوتا ہے، جمہور اہل علم کا فیصلہ بھی یہی ہے ۔''

(فتح الباري :1/409، 410)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں :

''سیدہ فاطمہ بنتِ ابی حبیش رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں مہینہ، دو مہینے مستحاضہ رہتی ہوں۔ فرمایا: یہ حیض نہیں ہوتا، بلکہ ایک رگ کا خون ہوتا ہے۔حیض کے ایام میں نماز سے رک جائیں ،حیض ختم ہو جائے تو غسل کریں اور ہر نماز کے لئے الگ وضو کریں۔''

(صحيح ابن حبّان : 1354، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ؛

سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُسْتَحَاضَةِ، فَقَالَ: : تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ غُسْلًا وَّاحِدًا، ثُمَّ تَتَوَضَّأُ عِنْدَ كُلِّ صَلَاةٍ .

''رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا،مستحاضہ کیا کرے؟ فرمایا؛ حیض کے دنوں کا حساب رکھے،اتنے دن نماز نہ پڑھے، پھر ایک مرتبہ غسل کرے اور ہر نماز کے لئے الگ وضو کرے۔''

(صحيح ابن حبّان : 1355، وسندهٔ صحيحٌ)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اپنا فرمان ہے:

الْمُسْتَحَاضَةُ تَدَعُ الصَّلَاةَ أَيَّامَ حَيْضِهَا، ثُمَّ تَغْتَسِلُ وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ.

''مستحاضہ ایامِ حیض میں نماز نہ پڑھے، پھر غسل کرے اور ہر نماز کیلئے الگ وضو کرے۔'' (السنن الکبرٰی للبیهقي :329/1، وسندهٗ حسنٌ)

❁ انس بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

اسْتُحِيضَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ آلِ أَنَسٍ، فَأَمَرُونِي، فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ : أَمَّا مَا رَأَتِ الدَّمَ الْبَحْرَانِيَّ؛ فَلَا تُصَلِّي، وَإِذَا رَأَتِ الطُّهْرَ، وَلَوْ سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ، فَلْتَغْتَسِلْ وَتُصَلِّي.

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی آل سے ایک عورت کو استحاضہ کا عارضہ لاحق ہوا۔ انہوں نے مجھے حکم دیا، میں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا۔ تو فرمایا: جب تک حیض کا خون دیکھے، نماز سے رُکی رہے، جب طہر دیکھے، اگرچہ دن کا ایک حصہ ہی ہو، تو غسل کر کے نماز ادا کرے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :127/1، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا؛

تَغْتَسِلُ مِنْ ظُهْرٍ إِلٰى ظُهْرٍ، وَتَتَوَضَّأُ لِكُلِّ صَلَاةٍ، فَإِنْ غَلَبَهَا الدَّمُ اسْتَثْفَرَتْ بِثَوْبٍ.

''ایک دن کے لئے ایک غسل کرے اور ہر نماز کے لیے الگ وضو کرے۔ خون زیادہ آئے تو کپڑا باندھ لے۔''

(المؤطّأ للإمام مالك :63/1، سنن أبي داوٗد :301، واللفظ لهٗ، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): منگنی کے لیے استخارہ کا کیا حکم ہے؟

(جواب): نبی کریم ﷺ نے منگنی کے لئے استخارہ کی مخصوص دعا سکھائی ہے۔ استخارہ خود کریں، کسی سے کروانا درست نہیں، ٹی وی چینلز پر استخارہ کا کاروبار عام ہے، دوسروں کے لئے استخارہ کیا جاتا ہے، یہ شکم پروری کا ذریعہ تو ہوسکتا ہے، شریعت نہیں ہے، ان سے بچیں اور اللہ سے تعلق مضبوط کریں، اسی میں بہتری ہے۔

❁ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کسی کو نکاح کا پیغام بھیجیں، تو اسے پوشیدہ رکھیں، وضو کریں، نماز پڑھیں، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں اور یہ دعا پڑھیں:

أَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ فَإِنْ رَأَيْتَ لِي فُلَانَةً (تُسَمِّيْهَا بِاسْمِهَا) خَيْرًا لِّي فِي دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي فَاقْدُرْهَا لِي وَإِنْ كَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا لِّي مِنْهَا فِي دِيْنِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي فَاقْضِ لِي بِهَا .

''یا اللہ! تو طاقت رکھتا ہے، میں نہیں رکھتا، تو جانتا ہے، میں نہیں جانتا، تو ہی غیب کو جاننے والا ہے، اگر فلاں عورت (یہاں عورت کا نام لیا جائے) میرے دین، دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے، تو اسے میرا مقدر بنا دے، اگر کوئی دوسری عورت میرے دین، دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے، تو میرے حق میں اس کا فیصلہ فرما۔''

(المعجم الكبير للطبراني : 133/4، ح :3901، السّنن الكبرٰى للبيهقي : 147/7، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1220) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (4040) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (314/1) نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کے راویوں کو ''ثقہ'' قرار دیا ہے۔

❀ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا، تو انہوں نے کہا:

مَا أَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى أُوَامِرَ رَبِّي ، فَقَامَتْ إِلٰى مَسْجِدِهَا .

''میں اس وقت تک کوئی کام نہیں کرتی، جب تک اپنے رب سے استخارہ نہ کر لوں، یہ کہہ کر اپنی جائے نماز پر کھڑی ہو گئیں۔''

(صحيح مسلم : 1428)

(سوال): نماز استخارہ کا طریقہ کیا ہے؟

(جواب): خیر و شر ہر کام کے دو پہلو ہیں، کسی بھی کام سے خیر کشید کر لینا اور شر سے سلامتی کے ساتھ گزر جانا انسان کے بس میں نہیں، یہ قدرت صرف اللہ کریم کے پاس ہے اور استخارہ نام ہے خود سپردگی کا، کہ اللہ میں یہ کام کرنے جا رہا ہوں، تو اس کا وکیل ہے، اس میں خیر عطا کرنا، ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک کام میں بظاہر خیر نظر آتی ہے، مگر اس میں خیر ہوتی نہیں، یا خیر کے ساتھ شر بھی اُمڈ آتا ہے، اس لئے چاہیے کہ ہر کام سے پہلے استخارہ کر لیا جائے اور وہ کام اللہ کی نگہبانی میں سر انجام دیا جائے۔ تاکہ شر ختم ہو اور زندگی خوشیوں کا استعارہ بن جائے۔

❀ حافظ نووی رحمہ اللہ (676ھ) لکھتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ صَلَاةِ الْإِسْتِخَارَةِ لِمَنْ هَمَّ بِأَمْرٍ سَوَآءٌ كَانَ ذَلِكَ الْأَمْرُ ظَاهِرُ الْخَيْرِ أَمْ لَا .

''ہر کام سے پہلے استخارہ مستحب ہے، اس میں بظاہر خیر ہو یا نہ ہو۔''

(شرح مسلم : 144/5)

استخارہ نبی کریم ﷺ کی سنت ہے اور مسلمان کے لیے محفوظ قلعہ ہے، ہمارے ہاں اس سنت کو انتہائی بھیانک تعبیریں پہنا دی گئی ہیں، اسے ذوق اسلام کے مطابق سمجھنے کے بجائے اس قدر الجھا دیا گیا ہے کہ خدا کی پناہ۔ استخارہ یہ ہے کہ دو رکعت ادا کریں اور دعائے استخارہ پڑھ کر کام شروع کریں، مثلا؛

☆ رشتہ طے کرنے کے لئے گھر سے نکلیں، تو استخارہ کریں۔

☆ کاروبار شروع کرنے سے پہلے استخارہ کریں۔

☆ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے استخارہ کرلیں۔

ہمارے ہاں جو یہ ذہن پایا جاتا ہیکہ استخارہ کے بعد سو جائیں، خواب میں اشارہ ملے گا، بے حقیقت ہے، قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔

سوال: کیا کسی سے قسم لی جا سکتی ہے؟

جواب: جی ہاں، کسی اہم معاملہ میں قسم اٹھانے کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: قسم اٹھایئے۔''

(صحيح البخاري : 2666، صحيح مسلم : 220/138)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ فرما دیا۔''

(صحيح مسلم : 1712)